اسلام میں قرض کی شرعی حیثیت

مولانا ابرار اللہ شاہ

جامعہ المرکز الاسلامی

انسان کی جملہ ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے مختلف النوع وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ان وسائل کی بدولت انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی ضروریات پوری کرتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے جملہ انسانی ضروریات کیلئے انسان کو مختلف قسم کے نعمتوں سے نوازا ہے۔ان نعمتوں سے کما حقہ استفادہ حاصل کرنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا انتظام کرنے کیلئے اللہ نے زر کو پیدا کیا ہے۔ایک وہ زمانہ تھا۔جب ایک چیز کے بدلے دوسری چیز کا تبادلہ ہوا کرتا تھا مگر انسانی معاشرت کی ارتقاء کے نتیجے میں اب ہر ایک چیز کی قیمت ''زر'' کی صورت متعین ہوگئی ہے۔اشیاء کے بدلے اشیاء سے ہوتے ہوئے اشیاء کی موجودہ زر کی صورت لین دین کا معاملہ ایک مستقل موضوع ہے۔

زیر نظر صفحات اس بحث کے متحمل نہیں ہوسکتے۔بعض اوقات ایک فرد کے پاس اپنی کاروبار زندگی کو چلانے کیلئے قرض لینے پر مجبور ہوجاتا ہے۔قدیم زمانے سے انسان قرض لیتا اور دیتا چلا آیا ہے۔انسانی معاشروں نے جوں جوں ارتقاء کی منازل طے کیں۔ قرض کی فراہمی اور لین دین کے معاملات میں وسعت اتی چلی گئی۔پہلے اگر ایک فرد اپنا چولہا جلانے کیلئے قرض لیتا تھا اور تنگی سے گذر کر جب فراہمی آجاتی تو ادائیگی کی صورت بن جاتی ہے۔

مگر اب اس لین دین نے باقاعدہ ایک نظام کی صورت اختیار کرتی ہے۔انفرادی سطح پر قرض کے لین دین سے بڑھ کر ادارتی، ملکی، اور بین الاقوامی سطح پر اس لین دین کا مستقل اور منظم رواج پر لیا ہے۔اس لین دین کی شکل وصورت اور انواع کیا ہیں۔یہ سوال ان صفحات مرکزی سوال ہے۔جس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔قرض اگر ایک عبادت کے طور پر دی جائے اور ترحم کا

جذبہ قرض خواہ کے اندر ہے تو رحمت ہے۔اور اگر خالص حرص کی بنیاد پر ہوتو یہ وبال جان کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔

اسلام نے قرض حسنہ کو رواج دینے کی روایت ڈالی ہے جبکہ دوسری طرف قرض حسنہ سے (یعنی سودی قرض) جو ایک مستقل قید اور جبر وظلم کی شکل اختیار کرتا ہے۔آج کا انسان زیادہ تر معاشی طور پر اس ظلم کا شکار ہے۔قرض کی اسلامی حثیت پر اور اس کے متعلق قرآن وحدیث کے نصوص پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قرض کے لغوی معنی:

قرض " اِقْرَاضٌ " سے ماخوذ ہے۔ قرض دینا۔ (لغات القرآن : ج اول : ص ۱۸۲).

باب ضرب سے قرض یقرض ُ ۔کسی کو بدلہ دینا۔ باب سمع سے ۔ مرجانا ۔(المنجد اردو:مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)۔

۲ : " القرض هو القطع فى اللغة سمى هذا العقد قرضا لما فيه قطع طائفة من ماله ". (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع :مطبوعه مصر: ج ۷ ، ص ۳۹۵).

ترجمہ: قرض کا معنی ہے علیحدہ کرنا اور اس کو قرض اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں بھی مال کا ایک حصہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔

۳: "(هو) لغة ما تعطيه لتقتا ضاه " . (حاشيه ردالمحتار على الدر المختار : ج ۴ ، ص ۱۷۹).

ترجمہ:۔ " وہ مال جس کو تو واپسی کی شرط کے ساتھ دیتا ہے "

قرض کی تعریف:

قرض وہ مال ہے۔جو قرض خواہ ،مقروض کو دے اور مقروض اسی کے مثل (جیسا لیا تھا ویسا) مال لوٹائے ، جب اس کو قدرت حاصل ہو۔

رکن قرض:

" اما ركنه فهو الا يجاب والقبول والا يجاب قول المقرض اقرضتك هذا الشى اوخذ هذا الشئ قرضا او نحو ذلك والقبول هو ان يقول المستقرض استقرضت اوقبلت الخ " . (بدائع الصنائع

فی ترتیب الشرائع : ج ۷ ، ص ۳۹۴).

ترجمہ:۔ ” قرض کا رکن ایجاب اور قبول ہے۔ایجاب یہ ہے کہ مقرض (قرض دینے والا) کہے کہ میں نے تجھے یہ چیز قرض دی یا یہ چیز بطورِ قرض لے۔اور قبول یہ ہے کہ مستقرض (قرض لینے والا) کہے میں نے قرض لیا یا میں نے قرض قبول کیا “

لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

” ان الرکن فیہ الایجاب و اما القبول فلیس برکن وجہ ھذہ الروایۃ ان الاقراج اعارۃ والقبول لیس برکن فی الاعارۃ “ .(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع : ج ۷ ، ص ۳۹۴).

ترجمہ:۔ قرض میں رکن صرف ایجاب ہے قبول رکن نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اقراض (قرض دینا) اعارہ (کوئی چیز مانگنا) ہے۔اور اعارہ میں قبول رکن نہیں ہے۔

شرائطِ قرض:

شرائط قرض مختلف ہیں۔بعض کا تعلق مقرِض (قرض خواہ) کے ساتھ ہے اور بعض کا مستقرِض (قرض دار) کے ساتھ اور بعض کا نفسِ قرض کے ساتھ۔

” اما الذی یرجع الی المقرض فھو اھلیۃ للتبرع “

ترجمہ:۔ وہ شرائط جو قرض خواہ کے ساتھ متعلق ہیں پس وہ اہلیت تبرع ہے۔

یعنی قرض وہی شخص دے سکتا ہے جو دوسرے پر احسان کرنے کا اہل بھی ہو۔کیوں کہ قرض بھی تبرع ہے اس لئے کہ اس میں فوراً عوض اور بدلہ مطلوب نہیں ہوتا۔لہٰذا قرض دینے کا بھی وہی اہل ہوگا جو تبرع کا اہل ہے۔مثلاً وصی ،صبی (بچہ) عبد ماذون (جس غلام کو تجارت کی اجازت دی گئی ہو) مکاتب (جس کی آزادی مال کے ساتھ مشروط ہو) یہ تبرع کے اہل نہیں ہیں۔لہٰذا یہ کسی کو قرض دینے کے اہل بھی نہ ہوں گے۔

” واما الذی یرجع الی المستقرض ھو القبض وذلک بالتسلیم الی المستقرض “ .

(بدائع الصنائع : ج ۷ ، ص ۳۹۵).

ترجمہ:۔ وہ شرائط جن کا تعلق قرضدار کے ساتھ ہے وہ قبضہ کرنا ہے۔اور قبضہ تب ہوگا جب وہ مال مستقرض کو سپرد کر دیا جائے۔

یعنی اس قرض کے مال پر قرض خواہ قبضہ بھی کر لے تب وہ قرض دار شمار ہوگا۔

۲ : " ومنها ان يكون مماله مثل كالمكيلات والموز ونات والعدديات المتقاربة " .

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ قرض مثلی چیز سے ہو جیسے مکیلات (وہ اشیاء جو ناپی جاتی ہیں) یا موزونات (وہ اشیاء جو تولی جاتی ہیں) یا عددیات (وہ اشیاء جو گنی جاتی ہیں)۔

کیونکہ اگر وہ چیز مثلی نہ ہوگی تو اس کا واپس کرنا مشکل ہو جائے گا۔ نیز قیمت دینا بھی مشکل ہوگا۔ کیونکہ اشیاء کے تفاوت سے قیمت میں تفاوت ہوتا ہے۔ اور اس طرح معاملہ نزاع تک پہنچے گا۔

اسی بناء پر امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں: روٹی کو قرض پر لینا جائز نہیں ہے۔ (یعنی یوں کہنا کہ مجھے ایک روٹی آج قرض دو کل میں واپس کر دوں گا)۔

کیونکہ روٹی چھوٹی بڑی ہوتی ہے۔ نیز آٹے میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اس میں بھی نزاع کا امکان ہے۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ عدداً روٹی کے قرض کو جائز رکھتے ہیں عرف عام کی بنا پر کہ عوام ایسے فرق کو محسوس نہیں کرتے۔

مسئلہ :...... اخروٹ اور انڈے قرض لے سکتے ہیں اور فلوس (پیسے) بھی قرض لے سکتے ہیں۔ اگر پیسے کھوٹے ہو گئے تو ان کی مثل دیئے جا سکتے ہیں۔

" واما الذی یرجع الی نفس القرض فهو ان لا يكون فيه جر منفعة نحوما اذا اقرضه دراهم غلة على ان يرد عليه صحاحا او اقرضه وشرط شرطاً له فيه منفعة لما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى عن قرض جر نفعا " . (بدائع : ج ۷ ، ص ۳۹۵).

ترجمہ:۔ وہ شرائط جن کا تعلق نفسِ قرض کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ اس میں فائدہ حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کو کھوٹے درہم قرض دیئے اس شرط پر کہ وہ کھرے درہم واپس کرے گا۔ یا اس کو قرضہ دیا اور اس کے نفع میں کچھ حصہ مقرر کیا۔ نبی علیہ السلام نے ایسے قرض سے منع کیا ہے جس میں نفع حاصل کرنا مقصود ہو۔

" والتحرز عن حقيقة الربا أو عن شبهة للربا واجب "

ترجمہ:۔ حقیقی سود اور مشابہ بالسود (جو چیز سود کے مشابہ ہے) سے بچنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر قرضہ میں نفع مشروط نہ ہو اور نہ ہی قرض خواہ کی خواہش ہو۔ مگر قرضدار اپنی طرف سے ادائیگی قرض عمدہ چیز سے کر دیتا ہے تو اس کا کوئی حرج نہیں بلکہ یہ چیز مندوب ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے: " خیار الناس احسنهم قضاءً ".
سب سے بہتر شخص وہ ہے جو ادائیگی قرض عمدہ طریقے سے کرتا ہے۔

نیز ارشاد نبوی ہے: " عند قضاء الدين لزمه للوازن زن راجح " . (ایضاً).

ادائیگی قرض کے وقت آپؐ نے تولنے والے سے فرمایا کہ ذرا جھکتا وزن کر۔

مسئلہ:...... قرض میں مدت کی تعیین بھی نہیں ہوتی۔ خواہ شرط لگائیں یا نہ لگائیں۔ بخلاف باقی دیون کے۔ کیونکہ قرض ایک قسم کا تبرع اور احسان ہے۔ اور تبرع میں تاجیل مدت نہیں ہوتی۔ نیز قرض عاریت کے قائم مقام ہے۔ " والا جل لايلزم فى العوارى " . اور مانگی ہوئی اشیاء میں مدت لازمی نہیں ہوتی۔

مسئلہ:...... ہاں ایک اور صورت ہے جس میں مدت متعین ہو جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک شخص وصیت کرتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد ایک سال تک فلاں شخص کو ایک ہزار روپیہ قرض دے دینا۔ اس کی وصیت نافذ ہو جائے گی۔ اور اس شخص کو وہ قرضہ اس کے مال میں سے دیا جائے گا۔ اور اس کے ورثاء ایک سال سے قبل اس قرضہ کا مطالبہ کرنے کے مجاز نہ ہوں گے۔

قرض کا حکم:

" واما حكم القرض فهو ثبوت الملک للمستقرض فی القرض للحال "

(بدائع : ج ۷، ص ۳۹۶).

قرض کا حکم یہ ہے کہ قرض دار اس چیز کو فوراً مالک ہو جائے گا اور اس کو اس میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار رہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کسی سے ایک بوری گندم قرض لی یا ایک لاکھ روپیہ قرض لیا تو اب اس کو استعمال کر سکتا ہے۔ اور جب ادا کرے تو اس کی مثل دوسری گندم یا رقم دے سکتا ہے۔ اگر وہی چیز بھی پڑی ہو تب بھی دوسری چیز اس کے مثل دے سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قرض پر صرف قبضہ کرنے سے آدمی مالک نہیں ہوتا جب تک اس کو استعمال نہ کرے۔ لہذا اگر وہی چیز موجود ہے تو ادائیگی قرض کے وقت وہی اصلی چیز واپس کرنی ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ اقراض کو اعارۃ کہتے ہیں۔ اور اعارۃ میں وہی چیز واپس کرنی ہوگی۔ ہاں اگر ہلاک ہو جائے تو ضمان ہوتی ہے۔

(ایضاً رد المحتار: ج ۴، ص ۱۸۱ تا ۱۷۳)۔

مسئلہ:...... بیس آدمیوں نے ایک شخص سے قرضہ مانگا لیکن قبضہ ایک شخص نے کیا۔ تو یہ شخص سب کی طرف سے وکیل ہوگا۔ لہٰذا ادائیگی سب پر اپنے اپنے حصہ کی ہوگی قرض خواہ صرف ایک شخص سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ:...... " وفيها استقراض العجين وزنا يجوز وينبغي جوازه في الخميرة بلا وزن سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن خميرة يتعا طاها الجير ان أيكون ربا فقال ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح " . (ردالمحتار : ج ۴ ، ص ۱۸۳).

ترجمہ:۔ آٹا قرض لینا تول کر جائز ہے اور گوندھا ہوا آٹا بھی قرض لیا جاسکتا ہے بلا وزن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ پڑوسی ایک دوسرے سے گوندھا ہوا آٹا قرض لے لیتے ہیں تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسن ہے۔ اور جس کو مسلمان برا سمجھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی قبیح ہے "۔

قرض کی مشروعیت:

قرض ایک ایسا معاملہ ہے جس کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس میں لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا اور اس کے معاملات کو آسان کرنا اور ان کو مشکلات سے نکالنا ہے۔ اور اسلام نے اس معاملہ کو مستحب سمجھا ہے، اور فی نفسہٖ ناپسندیدہ اعمال میں شمار نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ قرض خواہ یہ معاملہ اس لیے کرتا ہے تاکہ اس سے مستفید ہوسکے۔ اور اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرسکے۔ اور پھر اس قرض کو لوٹا دے۔ جب اس کو واپسی کی قدرت حاصل ہوجائے۔

قرض لینے کا جواز:

یہ بھی یاد رہے کہ قرض لینا اس وقت درست ہے جب کوئی سخت ضرورت اور حاجت پیش آئے۔ بغیر ضرورت کے قرض لینا درست نہیں۔ اور اس شخص کو قرض دینا حرام ہے، جس کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ یا غالب گمان ہو کہ وہ اس مال کو معصیت اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرے گا۔ کیونکہ ایسے شخص کو قرض دینا اس کے ساتھ گناہ میں معاونت کرنا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

" ولا تعاونوا على الاثم والعدوان " (سورة المائده : ۲).

ترجمہ:۔ " گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت مت کرو "

" عبدالله بن ابی ربیعة عن ابیه عن جده قال استقرض فی النبی صلی الله علیه وسلم اربعین الفاً فجاء مال فد فعه الی وقال بارک الله لک فی اهلک ومالک انهما جزاء سلف الحمد والا داء " .

ترجمہ:۔ " حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے چالیس ہزار درہم قرض لیے۔پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ادا کئے۔اور فرمایا اللہ تمہارے اہل وعیال اور مال میں برکت عطا فرمائے۔قرض دار کا حق ہے۔کہ پھر تیسری مرتبہ اسی زندہ کیا جائے۔وہ پھر شہید ہوجائے ادائیگی کے ساتھ اس کا شکریہ بھی ادا کیا۔(نسائی شریف:۲۱۴)۔

حدیث شریف:

" عن عمران بن حذیفه قال کانت میمونہؓ تدان وتکثیر فقال لها اهلها فی ذلک ولا موها ووجدو ا علیها فقالت لا اترک الدین وقد سمعت خلیلی وصفی صلی الله علیه وسلم یقول مامن احدٍ یدان دیناً فعلم الله انه یرید قضائه الا اداه الله عنه فی الدنیا " .

ترجمہ:۔ " حضرت عمران بن حذیفہ نقل کرتے ہیں۔کہ حضرت میمونہؓ بہت زیادہ قرض لیا کرتی تھی۔چنانچہ ان کے بعض اقرباء نے ان سے اس معاملے میں بات کی اس سے روکا اور افسوس کیا تو فرمانے لگیں۔میں قرض لینے سے باز نہیں آوں گی۔کیونکہ میں نے اپنے پیارے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص قرض لیتا ہے۔اور اسے سچے دل سے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض دنیا ہی میں ادا کر دیتے ہیں۔

قرض کی اقسام:

اسلام میں قرض کی دو قسمیں ہیں:

۱)......قرض حسنہ:

۲)...... قرض سیۂ:(یعنی سودی قرض)

۱)...... قرض حسنہ:

وہ قرض ہے۔ جو قرض خواہ اپنے مال میں سے بغیر کسی زیادتی کے مقروض کو دے اور قرض حسنہ کا لفظ ہر اس مال پر بھی بولا جاتا ہے جو ضرورت مندوں پر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے خرچ کیا جائے۔

قرض دینے کی فضیلت:

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة ، ومن يسر على معسر يسر الله عليه فى الدنيا والاخرة ، ومن ستر مسلما ستره الله فى الدنيا والاخرة ، والله فى عون العبد ماكان العبد فى عون أخيه " . (صحيح مسلم) .

(كتاب الزكر والدعاء والتوبة والا ستعفار).

ترجمہ:۔ " جس شخص نے کسی مؤمن کی دنیا کی تکالیف میں سے کسی تکلیف کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفیں دور فرمایئے گا، اور جس شخص نے کسی مؤمن کی مشکل کو آسان کیا۔ تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مشکل کو آسان فرمائے گا۔ اور جس شخص نے کسی مسلمان کی عیب چھپایا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیبوں کو چھپائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے گا

اسی طرح دوسری حدیث میں آتا ہے جو کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

حدیث شریف:

" مامن مسلم يقرض مسلمًا قرضاً مرتين الا كان كصدقة مرة "

سنن ابن ماجه كتاب الصدقات ، باب القرض).

ترجمہ:۔ " کوئی بھی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو دو مرتبہ قرض دے تو وہ ایک مرتبہ صدقہ کرنے کی طرح ہے

ایک اور جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

دخل رجل الجنة فرای علی بابها مکتوبا الصدقة بعشر امثالها و القرض بثمانية عشر " .

(معجم الکبیر ، باب الصاد)

ترجمہ:۔ " ایک آدمی جنت میں داخل ہوا اور اس نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا پایا، ایک دفعہ صدقہ کرنے (کا ثواب) دس دفعہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔اور ایک دفعہ قرض دینے (کا ثواب) اٹھارہ دفعہ قرض دینے کے برابر ہے)۔

قرض میں تاجیل باطل ہے:

فقہاء جمہور کا مسلک یہ ہے کہ قرض میں واپسی کی مدت متعین کرنا جائز نہیں ہے۔کیونکہ قرض دینا محض ایک احسان کرنا ہے۔اور قرض کے واپسی کی مدت متعین کرنے سے اس کا تعین نہیں ہوتا قرض خواہ کے لیے کسی بھی وقت اپنے قرض کے واپسی کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔اور قرض خواہ مدت متعینہ سے قبل اپنا قرض طلب کرسکتا ہے۔البتہ بلاضرورت طلب کرنے کی صورت میں وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا۔(احسن الفتاویٰ:۷/۱۷۷)۔

لیکن مطالبہ میں شدت اختیار کرنا اور مقروض پر جبر کرنا شریعت مطہرہ میں مزموم ہے۔اور اسلام میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ آپس کے معاملات میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔اور مؤمنین کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے اور لوگوں کو تنگی ومشکلات میں نہ ڈالا جائے اسی لئے مقروض کے افلاس کی حالت میں اس کو قرض کی واپسی پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔(احسن الفتاویٰ ۷/۱۷۷)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

" وان کان ذو عسرةٍ فنظرة الیٰ میسرةٍ وان تصدقوا خیر لکم وان کنتم تعلمون " .

(سورہ البقرة: ۲۸۰) .

ترجمہ:۔ " اور اگر قرض لینے والا تنگدست ہو تو اسے کشائش کے حاصل ہونے تک مہلت (دو) اور اگر (زرقرض) بخش ہی دو تو تمہارے لیے زیادہ اچھا ہے۔بشرطیکہ سمجھو۔

حدیث شریف میں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتریٰ واذا قتضیٰ

(صحیح البخاری ، کتاب البیوع ، باب السھولة والسماحة فی الشراء والبیع ومن طلب حقافلیطلبه فی عفاف) .

ترجمہ:۔ " اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر جولوگوں کے لیے خرید وفروخت کے اندر دشواری پیدا نہ کرے اور قرض کا مطالبہ کرنے میں سہولت وآسانی کا دامن چھوٹنے نہ دے، رحم کرتے ہیں۔

قرض کا مطالبہ نرمی اور خوش اخلاقی سے کرنے کی فضیلت:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ان رجلاً لم یعمل خیرا قط وکان یدا ابن الناس فیقول لرسوله خذما تیسرو اترک ما عسر و یتجاوز لعل اللہ تعالی ان ایتجاوز عنا فلما هلک قال اللہ عزوجل له هل عملت خیر قط قال لا الا انه کان لي علام وکنت اُداین الناس فاذا بعثة یستاخي قلت له خد ما تیسر واترک ما عسر وتجاوز لعل اللہ یتجاوز عنا قال اللہ تعالیٰ قد تجاوزت عنک

ترجمہ:۔ " حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی۔بس صرف اتنا تھا کہ وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔اور اپنے خادم سے کہتا کہ جو آسانی سے دے سکے اس سے وصول کر لینا اور جو تنگی میں ہو اسے چھوڑ دینا۔شاید اللہ بھی ہمارے گناہوں سے درگزر کرے۔جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تم نے کبھی کوئی نیکی بھی کی؟ اس نے عرض کیا نہیں کبھی نہیں سوائے اس کے کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔اور جب وصولی کے لیے اپنے غلام کو بھیجتا تو کہتا کہ جو دے سکتا ہو اس سے لے لینا اور جو نہ دے سکتا ہے۔اسے چھوڑ دینا اور معاف کر دینا۔شائد اللہ بھی ہمیں معاف کر دے۔چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔جا میں نے تجھے معاف کیا۔

دوسری حدیث شریف:

عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ادخل اللہ عزوجل رجلاً کان سهلاً متشریاً وبا ئعاً وقا ضیاً وقضیضاالجنة ۔(نسائی۔۲۱۴۷)۔

ترجمہ:۔ ” حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو صرف اسی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا۔کہ وہ خرید وفروخت کرتے وقت اور ادائیگی وصولی کرتے وقت نرمی برتا و کرتا تھا۔

قرض ادا نہ کرنے پر وعید:

” عن محمد بن جحش قال كنا جلو سا عند رسول الله صلى الله عليه فر فع راسه الى اسماءِ ثم وضع راصمته على جبحهة ثم قال سبحان الله ما ذ نزل من التشد يد فسكتنا وفرعنا فلما كان من الغد سالته يا رسول الله ما هذا التشديد الذى نزل فقال والذى نفسى بيده لو ان رجلاً قتل فى سبيل الله ثم احيى ثم قتل ثم احى ثم قتل وعليه دين ما دخل الجنة حتى يقضىٰ عنه دينه “

ترجمہ:۔ ” حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر اپنا دست مبارک اپنی پیشانی پر رکھا اور فرمایا: سبحان اللہ کس قدر تشدید نازل ہوئی ہے۔ہم لوگ خاموش رہے۔لیکن پریشان ہو گئے۔دوسرے روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تشدید کے متعلق دریافت کیا۔تو فرمایا! قسم اس پروردگار کی جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے۔اگر ایک شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے پھر اسے زندہ کیا جائے، وہ پھر شہید ہو جائے اور وہ کسی کا مقروض ہو۔تو جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا ۔جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔اس لیے کہ یہ حقوق العباد سے متعلق ہے۔اور حقوق العباد کی ادائیگی کا بہت شدت سے شریعت نے اہتمام کیا ہے۔(نسائی ۲۱۴۔۴۶۹۱)۔

” عن سمبر ة قال كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى جنازة فقال اهھنا عن بنى فدا نٍ احد ثلاثا فقال رجل مقام له النبى صلى الله عليه وسلم ما منعك فى المرتين والا ولين ان لا تكون اجبتنى اما انى لم انوه بك الا بغير ان فلا ناً لر جل ينهم مات ما سور بدينه “

ترجمہ:۔ ” حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: کہ تم لوگوں میں سے کوئی فلاں قبیلے کا ہے؟ تیسری مرتبہ ایک شخص کھڑا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے، تم نے پہلی اور دوسری مرتبہ کیوں نہیں جواب دیا۔میں تمہیں تمہاری ہی بھلائی کے لیے کہنا چاہتا تھا۔دیکھوں تمہارے قبیلے کا فلاں شخص قرضہ ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے جنت میں جانے سے روکا ہوا ہے۔(نسائی۔۴۶۹۲)۔

(۲)۔ قرض سیۂ: (یعنی سودی قرض):

وہ قرض ہے۔ جس میں قرض خواہ قرض میں کسی بھی قسم کی زیادتی کی شرط لگادے۔ اور قرآن پاک کے نزول کے زمانہ میں اسی زیادتی کی شرط کو حرام قرار دیا گیا تھا۔

جو قرض کی ادائیگی کے وقت لیا جاتا تھا، اور اسی کا نام سود رکھا گیا ہے۔

عرب میں یہی سود مشہور و معروف تھا۔ امام جصاصؒ فرماتے ہیں۔ عرب لوگ جس سود کو جانتے اور سود کا کام کیا کرتے تھے۔ وہ دراہم اور دنانیر کا قرض تھا۔ کہ جس پر زیادتی کی شرط لگائی جاتی تھی۔ اور جانبین اس پر رضا مند ہو جاتے تھے۔ اور یہی سود ان کے درمیان مشہور تھا۔ (احکام القرآن للجصاص)۔

امام رازیؒ نے فرمایا ہے:

دور جاہلیت میں جو قرض مشہور و معروف تھا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ لوگ کچھ مال بطورِ قرض دیا کرتے تھے۔ اور ہر مہینہ اس پر معین سود لیا کرتے تھے اور اصل قرض اپنی حالت میں باقی رہتا تھا۔ جب قرض کی واپسی کی مدت ہو جاتی تو قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ کرتے تھے۔ اور اگر مقروض ادائیگی سے معذور ہو جاتا تو مدت بڑھا دیتے اور اپنے حق کو بھی بڑھا دیتے تھے۔ یہی وہ سود ہے۔ جس کے ذریعے زمانہ جاہلیت میں لوگ آپس میں معاملات کیا کرتے تھے۔ (التفسیر الکبیر للرازی)۔

لیکن اگر کوئی شخص بغیر کسی شرط کے خود سے قرض کی ادائیگی میں عمدہ چیز لوٹا دے۔ تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ایک شخص کے قرض کا مطالبہ کرنے میں اس کو اس کے اونٹ سے بھی عمدہ اونٹ لوٹایا تھا۔

حدیث شریف میں ہے:

کہ حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے:

" ان رجلا تقاضی رسول الله صلی الله علیه وسلم فأغلظ له فهم به أصحابه فقال دعوة فان لصاحب الحق مقالا ، واشتروا له بعیر ا فاعط "

" وه ایاه وقالوا لا نجدالا أفضل من سنه قال اشترو. فأعطوه ایاه ، فان خیر کم أحسنکم قضاء . (صحیح البخاری ، کتاب التقراض وأداء الدیون والحجر والتقلیس "

ترجمہ:۔ ’’ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا تقاضا کیا اور کچھ سختی سے پیش آیا، صحابہ نے اسے جواب دینے کا ارادہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، حق والے کو کچھ کہنے کی گنجائش ہے، فرمایا: اس کے لیے ایک اونٹ خرید دو اور اسے دیدو، صحابہ کرامؓ نے تلاش کیا۔ تو اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ ملا۔ اس جیسا نہ مل سکا، فرمایا اسے خرید کر دیدو، تم میں سے بہتر وہی ہے، جو قرض کی ادائیگی کرنے میں اچھا ہو ‘‘

ہر وہ قرض جو کسی بھی مشروط نفع کا سبب بنے وہ سود ہے:

قرض دینے سے اصل مقصود انسانیت کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا اور ان کی مشکلات میں معاونت کرنا اور ان کی زندگی کے تمام وسائل کے اندر آسانی پیدا کرنا ہے۔ اسی وجہ احادیث میں فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک قرض دینے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ قرض کے مال میں کسی بھی قسم کے نفع کی شرط لگائے، اگر نفع کی شرط نہیں لگائی اور مقروض خود سے عمدہ چیز لوٹا دے، تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں گذرا اور فقہاء رحمہم اللہ کا یہ قول مشہور و معروف ہے کہ:

’’ کل قرض جر نفعا فھو رباً ‘‘

ترجمہ:۔ ’’ ہر وہ قرض جو نفع کا سبب بنے پس وہ سود ہے ‘‘

(تفصیل کے لیے دیکھئے ، المصنف و کتاب البیوع والا قضیۃ)۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

’’ قولہ کل قرض جر نفعا حرام ، أی اذا کان مشروطا کما علم مما نقلہ عن الخلاصۃ وفی الذخیرۃ وان لم یکن النفع مشروطا فی القرض فعلیٰ قول الکرخی لابأس بہ ‘‘

(ردالمحتار علی درالمختار : ۱۹۴/۴، ۱۹۵)۔

ہر وہ قرض جو نفع کا سبب بنے حرام ہے، یعنی جب (اس نفع کی) شرط لگائی جائے (تو حرام ہے) جیسا کہ بحر، خلاصہ اور ذخیرہ میں نقل کیا گیا ہے۔ اور اگر قرض کے (معاملہ میں) نفع کی شرط نہ لگائی جائے۔

تو امام کرخی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق کوئی حرج نہیں ہے:

قرض کی ناجائز صورتیں، جن کے ذریعے مشروط نفع حاصل کیا جاتا ہے:

قرض کی بہت سی صورتیں ہیں، جن کے ذریعے نفع کمایا جاتا ہے، ہم ان میں سے چند ایک ذکر کیے دیتے ہیں۔

۱)...... مثلاً ایک یا دو ہزار درہم قرض دینا اور اس شرط پر کہ مقروض اس سے عمدہ یا زیادہ لوٹائے گا۔

۲)...... اس شرط پر قرض دینا کہ مقروض، قرض خواہ کے ساتھ کسی بھی کام میں اس کا ہاتھ بٹائے گا۔

۳)...... اس شرط پر قرض دینا کہ مقروض، قرض خواہ کو اپنا گھر یا دکان یا اس کے علاوہ کوئی بھی چیز کرایہ پر دے گا۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ جو لوگوں میں رائج تو ہیں مگر شرعاً ناجائز ہیں۔

حضرت ابی ابن کعب، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سختی سے ہر اس قرض سے منع فرمایا کرتے تھے، جو نفع کا سبب بنے اس لیے کہ قرض کا معاملہ احسان اور قربت الی اللہ کا ذریعہ ہے، اور اس میں نفع کی شرط لگانے سے قرض کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا، لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اعمال صالحہ میں اپنی نیتوں کو خالص کریں۔

کیونکہ قرض دینے سے ظاہری اور دنیاوی نفع مقصود نہیں ہے، بلکہ اصل مقصد آخرت کا نفع ہے، اور وہ کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنا اور اس کی مشکل کو آسان کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

پس جب مسلمان کا قرض کے معاملہ میں یہی مقصد ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کا مال میں اضافہ اور برکت عطاء فرمائیں گے۔

دورِ حاضر میں بنک اور قرض:

موجودہ زمانہ کے مالیاتی بنکوں کے اندر بڑی جرأت کے ساتھ لوگوں کو سود پر قرض دیے جاتے ہیں۔ کفریہ ممالک کو چھوڑ یے شاید کوئی اسلامی ملک بھی ایسا نہیں ہے۔ جو اس فعلِ قبیح میں ملوث نہ ہو۔

عالمی منڈی میں جو ممالک قرض کا لین دین کرتے ہیں۔ ان میں تقریباً تمام معاہدے اسی سودی نظام اور باطل قواعد کے تحت طے پاتے ہیں۔" نعوذ باالله من ذلک ! "

اور یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اور جس نظام کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان جنگ کر رکھا ہو تو کیا اس نظام سے خیر اور بھلائی کی اُمید کی جا سکتی ہے؟

یایھا الذین امنو اتقو اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۝ " .

(البقرۃ).

ترجمہ:۔ " اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرواور چھوڑ دو جو سود باقی رہ گیا ہے۔(یعنی ممانعت سے پہلے جو سود تم لے چکے لیکن ممانعت کے بعد جو سود چڑھا اس کو ہرگز نہ مانگو) اگر تم اللہ تعالیٰ کے فرمانے کا یقین ہے۔(تفسیر عثانی)۔

قرض پر سود کے معاشی نقصانات:

قرآن کا دعویٰ ہے کہ سود معاش اور عقلی نقطۂ نظر سے انسانی معیشت کے لئے تباہ کن ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ " سود پر قرض لینے والے عام طور پر مفلس اور مضطر ہو جاتے ہیں اور یہ کاروباری دنیا میں سنگین جھگڑوں اور عظیم مناقشوں کا باعث بنتا ہے۔اور جس قوم یا ملک میں بے محنت روپیہ حاصل کرنے کا رواج پڑ جاتا ہے وہاں عوام پر صنعت وحرفت، زراعت وتجارت کی صحیح راہیں بند ہو جاتی ہیں" ۔ (حجۃ اللہ البالغہ:ص ۳۱۶)۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں اسی طرح کے ریمارکس دیئے ہیں۔اما مفخر الدینؒ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ۔

" قرض پر سود اس لئے لیا جاتا ہے کہ اگر وہ مال اصل مالک کے پاس ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اس سے تجارت کے ذریعہ نفع حاصل کرسکتا۔اب جب کہ اس مدت میں اس کے پاس نہ رہا تو وہ اس مال سے نفع سے مجبور رہا ہے لہٰذا اس کا حق ہے وہ نفع جو قرض دار نے کمایا ہے اس میں سے قرض خواہ کو بھی دے " ۔ ؟

جواب:...... تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کیا تم اس بات کی ضمانت دے سکتے ہو کہ اگر وہ مال قرض خواہ کے پاس ہوتا تو ضرور اس کو نفع ہوتا یا وہ مال محفوظ ہوتا اس کے پاس بھی امکان ہے کہ وہ مال چوری ہو جاتا یا ہلاک ہو جاتا۔یا تجارتی خسارہ ہو جاتا۔ یقیناً جواب نفی میں ہے۔اس لئے وہ نفع کا حقدار نہیں ہو سکے گا۔

بلکہ قرض دینے سے اس کا اصل سرمایہ ان خطرات سے محفوظ ہو گیا۔کیونکہ قرض دار کو نفع ہو یا نقصان اس نے اصل قرض واپس کرنا ہے۔ (تفسیر کبیر: ج ۳ ص)۔

دوسرا معاشی نقصان:

اس کا دوسرا معاشی نقصان یہ ہے کہ اس طرح غریب طبقہ کی رہی سہی قوت خریداری، سرمایہ دار اور ساہوکار، غصب کر لیتا ہے۔ لاکھوں آدمیوں کی بیروزگاری اور کروڑوں آدمیوں کی ناکافی آمدنی پہلے ہی تجارت اور صنعت کے فروغ میں مانع ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ طبقہ اس کو اشیاء کی خریداری پر صَرف کرنے کی بجائے سوسائٹی کے سر پر مزید سود طلب قرض پر چڑھانے میں استعمال کرتا ہے۔

فرض کیجئے اگر دنیا میں پانچ کروڑ آدمی ہوں اور وہ ماہانہ دس روپے سود ادا کرتے ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ماہ پچاس کروڑ روپے کا مال فروخت ہونے سے رہ جاتا ہے۔ اور اتنی بھاری رقم معاشی پیداوار کی پلٹنے کے بجائے مزید سودی قرضوں کی تخلیق میں صرف ہوگی۔

اس لئے اسلام نے انسان کو قرضِ حسنہ کی ترغیب دی ہے اور سود پر قرض لینے کو منع فرمایا۔ کیونکہ قرضِ حسنہ سے انسان کی معاشی حالت مضبوط ہوتی ہے اور صنعت وتجارت ترقی کرتی ہے۔ اور ملک اقتصادی بحران سے نکل جاتا ہے اور سود سے معیشت تباہ ہو جاتی ہے صنعت وتجارت ترقی نہیں کر سکتی اور ملک مزید اقتصادی بحران میں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہمارا ملک اس کے لئے واضح ترین مثال ہے۔

چونکہ میرا عنوان سود کی حیثیت بتانا نہیں اس لئے اس کو طول دینا مناسب نہیں۔ بہر حال رباء القرض کے مفاسد واضح ہو گئے ہیں اس لئے ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (ماہنامہ السلام)۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ہی سلامتی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اور دعاء کرتے ہیں۔ کہ ہمیں رزقِ حلال نصیب فرمائے۔ اور حرام سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیے۔ (آمین)۔

......☆☆☆☆☆......